ہم بے دینی کے سیلاب میں کیا کریں؟

تحریر: افتخار احمد سلفی (مدرس)
جامعہ بحر العلوم السلفیہ - میرپور خاص سندھ

ہم نے اپنے ملک کو حاصل کرنے کے لئے لاکھوں جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور بچوں کو یتیم کروایا اور بیویوں کو بیوہ بنایا۔ اس کا کیا مقصد تھا؟ صرف یہ کہ مسلمانوں کے لئے ایک الگ مملکت ہونی چاہیے۔ جس میں وہ ہر طرح سے آزاد ہوں اور صرف اپنے ایک خالق و مالک کی عبادت کر سکیں اور ایک رسول ﷺ کا کلمہ پڑھیں اور ان کے احکامات کی پابندی اور پاسداری کریں۔ باوجود ہمارے ملک کا نعرہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ہونے کے ہمارے ملک کی کوئی جگہ شرک سے پاک نہیں۔ حالانکہ قرآن پاک شرک کی شدید مذمت سے لبریز ہے مگر ہمارے سر سے جوں نہیں رینگتی۔ قرآن کو پس پشت ڈال کر اپنی خواہشات اور فرمودات سے انحراف اور دوری اختیار کی ہوئی ہے اور ہم صرف نام کے مسلمان ہیں۔ ہمارے اندر مسلمانوں جیسی کوئی بھی علامت نہیں۔ افسوس ان نام کے مسلمانوں پر جو رات دن بلا کھٹکے شرک کرتے کراتے ہیں اور پھر ان کاموں کو جائز جانتے ہیں اگر یہ سارے کام جائز ہیں تو پھر نہ معلوم شرک کیا بلا ہے۔ افسوس! سچ ہے۔ آج اسلام ایسے ہی دوستوں کے ہاتھوں نالاں ہے۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اگر ہم سچے مسلمان ہیں تو ہمارا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ ہر چیز کا خالق اور رازق صرف خدا کی ہی ایک ذات ہے اس کے علاوہ کوئی اور کسی چیز کا کوئی مالک نہیں ہے اور ہم اللہ کی اخلاص کے ساتھ عبادت کریں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فاعبد اللہ مخلصاً لہ الدین (الزمر) وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین (البینہ) اخلاص کے ساتھ ساتھ ہمارے اندر خوف خدا کے علاوہ کسی اور کا خوف نہ سمایا ہو۔ ولا تدع من دون اللہ مالا ینفعک ولا یضرک فان فعلت

فانک اذا من الظالمین (یونس)

جیسا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حج کے دوران حجر اسود کو بوسہ دیا اور اس کے سامنے کھڑے ہو کر فرمانے لگے۔ انی اعلم انک حجر لا تضر و لا تنفع ولو لا انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبلک ما قبلتک (بخاری مسلم)

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں یہ ضرور جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے جو نہ ضرر پہنچاتا ہے اور نہ نفع دیتا ہے اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھ کو نہ چومتے ہوئے دیکھا ہوتا میں تجھ کو نہ چومتا۔

مگر آج کے مسلمان لوگ مزاروں پر جا جا کر ان کی جالیوں کو چومتے ہیں۔ اپنی آنکھوں پر لگا کر فخر محسوس کرتے ہیں اور دل میں خیال کرتے ہیں کہ اس سے ہمیں شفا میسر آئے گی۔

اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس درخت کو جڑ سے کٹوا دیا جس کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کے لئے بیعت کی تھی۔ کس وجہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کٹوایا۔ صرف اس لئے کہ لوگ تبرک سمجھ کر آتے آتے اس کی عبادت نہ شروع کر دیں جس طرح آج کے دور میں بہت سی مثالیں موجود ہیں۔

دوسری بات ہمارے ملک پاکستان میں بے دینی عروج پر ہے۔ کسی کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کا پاس نہیں۔ فحاشی عروج پر ہے ہر گھر، ہر محلہ، ہر علاقہ پر ٹیلی ویژن، وی سی آر، ڈش انٹینا کے جال بچھے ہوئے ہیں۔ اس فحاشی کے سیلاب میں ہماری نوجوان نسل تباہ و برباد ہو رہی ہے۔ ہماری عورتیں فیشن کے نام پر اسلام کا مذاق اڑا رہی ہیں۔ پردے سے عاری ہو چکی ہیں اور وہ مغربی تہذیب کی نمائندگی کرتی دکھائی دیتی ہیں اور ہمارے ملک کے اندر قتل و غارت عام ہو چکی ہے۔ کسی کے خون کی کوئی اہمیت نہیں۔ ہر چیز مہنگی ہو گئی ہے صرف انسان سستا ہوتا جا رہا ہے۔ جبکہ ہمارے ملک میں کسی کا مال، کسی

کی عزت محفوظ نہیں۔ اگر ہم اپنے وڈیروں پر نظر کریں تو وہ غریب ہاری پر ظلم کے پہاڑ ڈھائے ہوئے ہیں۔ وہ جب چاہتے ہیں غریب ہاریوں کی جوان سال لڑکیوں کو اٹھا کر لے جاتے ہیں اور ان کو قید میں رکھتے ہیں جو ان کے من میں آئے وہی سلوک ان بیچاریوں سے کرتے ہیں۔ ان کی غربت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کو تھوڑی سی رقم سود پر دیتے ہیں جو بڑھ بڑھ کر اتنی ہو جاتی ہے کہ ان کی اولاد بھی نہیں اتار سکتی۔ لہٰذا اس لئے وہ انہوں کے ہمیشہ کے لئے غلام بن جاتے ہیں۔

اس علامت سے ہم کو اسی وقت چھٹکارا مل سکتا ہے جب ہم خالصتاً اللہ اور اسکے رسولؐ کے احکامات پر عمل پیرا ہوں اور ہماری نوجوان نسل کو چاہیے کہ وہ اپنی قوت اور اپنا اسلحہ مسلمانوں پر ضائع نہ کریں بلکہ اسکو کشمیر، بوسنیا کے اندر جا کر استعمال کریں اور انکی مدد کریں اور مسلمانوں کا تو یہ شیوا ہے **اشداء علی الکفار رحماء بینھم** (الفتح ص ۲۶)

کفار پر تو سخت ہوتے ہیں مگر آپس میں رحم دل ہوتے ہیں۔ حالانکہ ایک مسلمان کی عزت کعبتہ اللہ سے بڑھ کر ہے۔ دوسری قرآن کی آیت **من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعا** (المائدہ پ ۶)

یعنی کو ایک جان کو قتل کرنا پورے مسلمانوں کے قتل کے مترادف ہے۔ حدیث شریف میں ہے **المومن اخو المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ** مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ ہی اس کی بے عزتی کرے۔ جب ایک مسلمان کو اتنی فضیلت ہے تو اگر کوئی مسلمان کو بلاوجہ قتل کرے اس کو کتنا سخت عذاب ملے گا۔ اور جو ہماری خواتین ہیں انہوں نے اپنے سروں سے چادروں کو اتار پھینکا ہے اور ہماری نوجواں لڑکیاں انتہائی بے پردہ ہو کر گھروں سے باہر نکلتی ہیں ان کے چہروں سے زیب و زینت عیاں ہوتی ہے۔ بناؤ سنگھار میں وہ حد سے تجاوز کرتی ہیں ان کے لباس کو دیکھتے ہیں تو ان پر یہ حدیث بالکل صحیح طرح فٹ آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"دوزخیوں کی دو قسمیں میں نے نہیں دیکھیں ایک تو وہ لوگ جن کے ہاتھوں میں گاؤ دم جیسے کوڑے ہوں گے ان سے وہ لوگوں کو (اپنی دھاک بٹھانے کے لئے) ماریں گے۔

دوسری قسم وہ عورتیں ہیں جنہوں نے لباس پہنا ہوگا لیکن وہ ننگی ہوں گی (مردوں کو اپنے اوپر) مائل کریں گی (خود ان پر) مائل ہوں گی۔ ان کے سر بخت نصر کے اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ وہ نہ تو جنت میں جائیں گی نہ اس کی خوشبو انہوں کو میسر ہوگی۔ حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت پر محسوس ہوتی ہے۔ (مسلم)

ہماری خواتین کو اس بارے میں غور کرنا چاہیے کہ کیا ہم اس حدیث کے مصداق تو نہیں ہیں۔

تیسری بات اگر ہم اس بے دینی کے دور میں اپنے حکمراں کو دیکھیں تو وہ اپنی گندی سیاست میں مگن ہے ان کو وطن اور قوم کی کوئی فکر نہیں ملک و قوم کے مال کو دن رات لوٹنے میں مصروف ہیں۔ اپنے اور اپنی اولاد کے بنک اکاؤنٹ بھرنے میں مصروف ہیں۔ اپنے علاج کے بہانے سیرو تفریح کرنے چلے جاتے ہیں۔ ڈاکٹروں سے جعلی سرٹیفکیٹ بنوا کر اپنی عیاشی کے لئے کروڑوں روپیہ خرچ کر دیتے ہیں جب چاہے ملک کے کسی حصہ کا سودا کر دیں۔

اصل میں ہمارے حکمران کے دلوں کے اندر جذبہ ایمان نہیں ہوتا ہے۔ صرف نام اسلام کا لیتے ہیں مگر حکم غیر کا۔ ہم نے نبی ﷺ کی سیرت کو بھلا دیا ہے کہ انہوں نے کس طرح سیاست کی۔ جب وفات ہوئی تو چند چیزوں کے سوا کچھ نہ چھوڑا اس طرح خلفائے راشدین نے اپنی اولاد کے لئے کچھ نہ چھوڑا اس طرح جب عمر بن عبدالعزیزؒ کے جسم میں زہر پوری طرح بدن میں سرایت کر چکا تھا۔ ہر لحظہ موت کے قریب سے قریب تر کرتا جا رہا تھا۔ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ کس نے زہر دیا ہے اور کیوں دیا ہے۔ لیکن قاتل نے جب ان کے سامنے اعتراف جرم کیا تو بجائے اس کے کہ اسے گرفتار کر کے اس سے قصاص لیتے صرف اتنا کیا کہ لوگوں نے انہیں زہر دینے کے عوض جو اسے تین سو اشرفیاں دی تھیں وہ اس سے لے کر بیت المال میں جمع کرا دیں اور قاتل سے جو غلام تھا کہا کہ تو بھاگ

جا ورنہ جب یہ بات لوگوں کو معلوم ہوگی وہ تجھے قتل کر دیں گے اور میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کسی کی جان جائے۔ انہیں بنو امیہ کے امراء نے زہر دلوایا تھا اسلئے انہوں نے بنو امیہ کی زیادتیوں کی تلافی کی تھی۔ انہوں نے جبر و ظلم کے ذریعہ بنو ہاشم کی جن جائیدادوں پر قبضہ کیا تھا۔ ان سے چھین کر وہ زمینیں اور جائیدادیں بنو ہاشم کو واپس کی تھیں۔ انہوں نے تو اپنی بیویوں کے زیورات بھی اتروا کر بیت المال میں جمع کرا دیئے تھے۔
اب وقت آخر آن پہنچا۔ نزع کا عالم طاری ہونے والا ہی تھا کہ مسلمہ بن عبدالملک کہنے لگے: "امیر المومنین! آپ نے بھی تو عجیب ہی کام کیا نہ دیکھا نہ سوچا۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ آپ اپنے پیچھے تیرہ بیٹے چھوڑے جا رہے ہیں۔ لیکن آپ نے ایک دمڑی بھی اپنی اولاد کے لئے نہیں چھوڑی ہے۔ سوچئے تو آپ کے بعد آپ کی اولاد کا کیا بنے گا؟" خلیفہ واشد جناب عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ نے تیمارداروں سے کہا۔ "ذرا مجھے اٹھا کر بٹھا دو۔" جب انہیں اٹھا کر بٹھا دیا گیا تو فرمایا: "ذرا غور سے میری بات سنو۔ میں نے اپنی اولاد کا مال کسی دوسرے کو تو نہیں دیا۔" مسلمہ بن عبدالملک نے کہا نہیں۔ پھر فرمایا "میں دوسروں کا مال ان کے حوالے کیوں کردوں۔ بیت المال کا مال مسلمانوں کی امانت ہے۔ اگر میں اسے اپنی اولاد کو دے دیتا تو خدا کے آگے مجھے جواب دہ ہونا پڑتا۔ رہا معاملہ اولاد کا تو سن لو کہ اگر میرے بیٹے سعادت مند اور اللہ تعالٰی کے فرمان بردار ہوں گے تو اللہ تعالٰی ان کیلئے کافی ہے اور اگر اس کی بارگاہ کے باغی ہونگے تو وہ جس حال میں رہیں مجھے ان کی کوئی فکر نہیں۔" یہ فرمایا۔ کلمہ پڑھا۔ اور جان جان آفریں کو سپرد کر گئے۔

اگر آج ہم اپنے حکمرانوں پر نظر دوڑاتے ہیں تو وہ صرف اور صرف مال کے لوٹ کھسوٹ میں لگے ہوئے نظر آتے ہیں ان کے دل میں رتی بھر خوف خدا نہیں کہ قیامت والے دن ہم سے ان مالوں کے بارے میں سوال کریں۔ ایک وہ بھی کیا خوبصورت دور تھا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ جب حکومت کا کوئی کام کرتے تو حکومت کی موم بتی استعمال کرتے۔ جب ذاتی کام کرتے تو اپنی موم بتی شمع کرتے۔ تاکہ حکومت کے مال کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ مگر ہمارے حکمران قوم کا بے جا مال استعمال کرتے ہیں۔ سرکاری

گاڑیاں ان کی اولادیں استعمال کرتی ہیں۔

دوستو! ہم مسلمان ہیں۔ ہمارا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ ایک روز وہ آنے والا ہے جس دن انسان کو ایک ایک چیز کا حساب دینا ہے۔ ہر اچھے اور برے کام کی جزاء و سزا ملے گی۔ کیوں نہ ہم اس سے پہلے پہلے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان پر عمل پیرا ہو جائیں۔ اگر آج ہم مسلمان اکٹھے ہو جائیں۔ آپس میں اتحاد، یگانگت پیدا کریں تو آج جنگ بدر کی طرح ملائکہ ہماری مدد کو اتر سکتے ہیں اور جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اللہ نے آگ کو ٹھنڈا کر دیا اب تمہاری امداد کے لئے اللہ کی نصرت ابھر ابھر کر آئے گی۔

"آج بھی ہو گر ابراہیم کا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

وگرنہ کیا ہو گا....؟

تیری داستاں تک نہ ہوگی داستانوں میں

بقیہ ولایت نکاح

بغاوت نہیں کرنی چاہیے۔ مذہبی اور سماجی روایات اور اصولوں کے مطابق شادی کے بندھن میں بندھنا چاہیے۔ اپنی اور اپنے والدین کی عزت و آبرو اور سکون کو غارت نہیں کرنا چاہیے۔ مسز ہیلری کلنٹن نے کہا کہ وہ اسلام اور عیسائیت کی شادی کیخلاف نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں مذہبی روایات کا احترام کرتے ہوئے شادی ہوتی ہے اس لئے یہاں لڑکیوں کے مسائل کم ہیں۔ (جنگ لاہور ۲۸ مارچ ۹۵ء)